مناسک حج یعنی اسلامی اتحاد و ہمدلی کا مظاہرہ

سید مختار حسین جعفری، پونچھ، کشمیر

حج ایک ایسی عبادت ہے جس کو اسلامی عبادت میں نمایاں اور منفرد مقام حاصل ہے۔ لفظ عبادت سے جو مفہوم انسانی ذہن میں متجلی ہوتا ہے اور اس کی جو تصویر صفحۂ ذہن پر ابھرتی ہے اس میں ایسا لگتا ہے کہ کہیں انسان قیام کی حالت میں ہے تو کہیں رکوع کر رہا ہے۔ کہیں پیشانی کو خاک پر رکھے ہوئے سجدہ ریز ہے تو کہیں ذکر و تلاوت میں مشغول ہے۔ کہیں محراب عبادت میں محو راز و نیاز ہے تو کہیں کسی کنج خلوت میں ذکر و فکر کے ساتھ جذب معبود حقیقی بن چکا ہے۔

عبادت کرنے والے کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھے کہ جو فعل کثیر کا مصداق بن کر اس کی عبادت کو اکارت کر دے۔ وہ نہ صرف ظاہری طور پر دائیں بائیں نہیں دیکھتا بلکہ اس جدوجہد میں رہتا ہے کہ اس کا دل بھی ادھر ادھر بھٹکنے نہ پائے، اس کی نگاہوں میں صرف معبود کا جلوہ ہو اور اس کی زبان پر صرف رب حقیقی کا ذکر ہو۔

عام طور پر انسان کی نظر میں کپڑے بدلنا، چکر کاٹنا، آگے پیچھے دوڑنا، سفر پر نکل جانا، کھانا پینا، سنگریزے چننا اور پھر انہیں کسی چیز پر مارنا، کسی مقام پر جا کر سو جانا، ناخن کٹوانا، بال کٹوانا یا سر منڈوانا، وغیرہ ایسے امور ہیں جنہیں عام طور پر عبادت کا درجہ حاصل نہیں ہے بلکہ یہ اس کی زندگی کے روز مرہ کے کام کہلاتے ہیں اور کچھ کام تو ایسے ہیں کہ جنہیں وہ کرنا پسند ہی نہیں کرتا، جیسے سنگریزے اکٹھے کرنا اور پھر انہیں کسی چیز پر مارنا جو بے جان ہے، بے حرکت ہے یا ایک جگہ سے دوڑ کر دوسری جگہ جانا اور پھر وہاں سے دوڑ کر اسی جگہ پر واپس آ جانا اور پھر انہیں سنگریزوں کو کسی چیز پر مارنا جو بے جان ہے، بے حرکت ہے۔ عام حالات میں ان کاموں کو انسان اپنے لئے مناسب نہیں سمجھتا۔

مگر یہ خدا کی شان بے نیازی ہے کہ وہ جس کام اور جس حرکت میں چاہے حکمت پیدا کر دے۔ اور جس میں سے چاہے حکمت کے عنصر کو غائب کر دے۔ کہیں پر نماز حکمت ہی حکمت ہوتی ہے تو کہیں ایسا ہوتا ہے کہ اب نماز میں کوئی حکمت نہیں۔ کبھی روزہ حکمت سے مالا مال ہوتا ہے تو کبھی وہی روزہ گمراہی اور نافرمانی کا مظہر بن جاتا ہے۔ کبھی دعا کرنا حکمت و عبادت ہے تو کبھی

دعا کچھ نہیں بلکہ تدبیر سب کچھ ہے اس کے راز کو سمجھنے کا راز مولا کی مولائیت کو تسلیم کرنے میں مضمر ہے مرضی معبود کی خاطر خلوص نیت اور احکام الٰہی کی پیروی میں انجام دی جانے والی یہ تمام عبادتیں عظمت اور واہمیت سے خالی نہیں ہوسکتیں۔ یہ صرف مولا کی مرضی ہے کہ کہیں چلنا پھرنا، چکر کاٹنا، سنگریزے جمع کرنا، کپڑے بدلنا، سائے میں نہ جانا وغیرہ جیسے بظاہر دنیاوی کام عظیم ترین عبادت بن جاتے ہیں۔ یہی اس کی حکمت ہے اور یہی اس کی مصلحت ہے، کہ مولا نے فرمایا ہے کہ اس لئے عبادت ہے ۔ اور اسی سے حج کی انفرادیت سمجھ میں آتی ہے۔ اس کا راز امت اسلامی میں اور خدا والوں میں اور مولا کو مولا ماننے والوں میں، رحمت حق کا کلمہ پڑھنے والوں میں اور کملی والے پر اپنی جان نچھاور کردینے کا جذبہ رکھنے والوں میں، مدینے کی گلیوں کی دھول کو اپنی آنکھوں کا سرمہ سمجھنے والوں میں، کعبہ کو اپنا گھر سمجھنے والوں میں، ایک قرآن کو ماننے والوں میں، ایک خدا کو ماننے والوں میں ایک قبلہ کو تسلیم کرنے والوں میں ایک ہی طرح سے سجدہ ریز ہونے والوں میں، ایک ہی لحن اور زبان میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے والوں میں اور ایک ہی سمت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے والوں میں اور ان سب کے ظاہر و باطن میں، اتحاد، یکجہتی، یکسوئی، یکرنگی، یگانگت اور وحدت پیدا کرنا ہے۔

تمام مناسک حج جو کل ملا کر بیس ہیں، بظاہر مختلف ہیں لیکن امت اسلام ان تمام مناسک کو مل جل کر انجام دیتی ہے۔ تمام مراسم کی انجام دہی میں اس کے اندر یکسوئی پائی جاتی ہے اور سب جگہ ایک ہی رنگ میں نظر آتے ہیں، جس کا مقصد عبادت کے ساتھ ساتھ وحدت اور اتحاد مسلمین کی مشق اور تمرین کرانا ہے۔ مثلاً جب حج کا بلاوا آیا تو اس انداز میں آیا کہ ارشاد ہوا'' **ولله علی النّاس حج البیت من الستطاع الیه سبیلاً** ''ان لوگوں پر جو استطاعت رکھتے ہیں اس گھر کا حج بجالانا واجب ہے۔ یہ وہی گھر ہے جسے اللہ نے سب سے پہلے تمام لوگوں کے لئے بنوایا۔ اور پھر اس کو پاک کیا اور فرمایا، ان طهرا بیتی لطائفین والعاکفین والرکع السجود **میرے گھر کو پاک کرو، طواف کرنے والوں** کے لئے، اعتکاف میں بیٹھنے والوں کے لئے اور رکوع وسجدے کرنے والوں کے لئے معلوم تھا کہ جب بلایا ہے تو لوگ آئیں گے، اور ہر جہت سے آئیں گے۔ ہر رنگ ونسل کے لوگ آئیں گے، مختلف پہناوے پہنے ہوئے آئیں گے، مختلف طبقات کے لوگ آئیں گے۔ مالامال بھی ہوں گے، غریب بھی ہوں گے، صاحبان جاہ وحشم بھی ہوں گے اور تخت وتاج کے مالک بھی ہوں گے۔ اس نے گوارہ نہیں کیا کہ اس کے گھر میں جس کو اس نے سب کے لئے بنایا ہے کسی

کے ساتھ کسی طرح کا کوئی امتیازی سلوک ہو، لہٰذا اس نے ہر سمت میں کچھ جگہیں مقرر کروائیں اور ان کو میقات کا نام دیا اور حکم ہوا کہ وہاں پہونچ کر سب اپنے اپنے لباس اتار کر سفید پوش ہوجائیں اور اس بے نیاز کے گھر میں فقیر بن کر حاضر ہوں۔ چونکہ اب تک جو کچھ بھی کسی کے پاس تھا وہ اس کا اپنا نہیں تھا بلکہ اسی خدائے وحدہ لاشریک کا تھا۔تم سب اس کے بندے ہو، وہ غنی ہے تم محتاج ہو۔تم اس کی بات مانو، اپنے اپنے لباس اتارو اور اس کا لباس پہنو، اس کے رنگ میں رنگ جاؤ ''صبغة اللّٰه ومن احسن من اللّٰه صبغة'' اس کے رنگ سے اچھا بھلا کس کا رنگ ہوسکتا ہے۔ یہ ایسا لگتا ہے کہ ''ادخلوا فی السلم کافة'' کا مصداق بننے کی سب کو مشق کرائی جارہی ہے۔

اور جب حاجی احرام سے مزین ہوجاتا ہے تو کچھ کام اس پر حرام ہو جاتے ہیں جن کی تعداد جو کتابوں میں بیان کی گئی ہے وہ چوبیس ہے۔ اس کا مقصد حاجی کے اندر ''انقطاع الی اللّٰه'' کی کیفیت پیدا کرنا ہے۔ اب تک تم لباس پہن کر اکڑتے تھے، ایک دوسرے کو دکھاتے تھے، ایک دوسرے پر فخر ومباہات کرتے تھے، جو خدا کو پسند نہیں، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تم لباس پہنو تو صرف اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے۔ یہ مت سمجھو کہ جس کا ظاہری لباس اچھا ہے وہ بڑا ہے اور جس کا لباس اچھا نہیں وہ چھوٹا ہے۔ اب جبکہ تم نے لباس تقویٰ پہن لیا ہے تو اب تم دنیا داری کا کوئی کام نہیں کروگے۔ کوٹھیوں کا رخ کرنا تو دور کی بات ہے تم سائے میں بھی نہیں جاسکتے، آدمی کو مارنے کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا کہ جب تمہیں جوں اور مچھر تک مارنے کی اجازت نہیں۔تمہیں ''پر یاورن'' اور ماحولیات کا بھی لحاظ رکھنا ہے۔ خوشبو نہیں لگانا ہے۔ مجادلہ نہیں کرنا ہے، جب محرم سے رابطہ کرنے کی اجازت نہیں تو بدکاری کا تو خیال بھی دل میں نہیں لاسکتے، تمہاری عادتیں ٹھیک کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تمہیں شوق بھی پورا کرنے دیا جائے اور ان ساری چیزوں پر پابندی اس لیے لگائی گئی ہے کہ تاکہ تم اللہ کا حکم ماننے کے عادی ہوجاؤ اور وہ بھی انفرادی طور پر نہیں بلکہ سب مل کر اللہ کا حکم مانو تاکہ اتحاد کا جذبہ پیدا ہوجانے کے ساتھ ساتھ اسلامی قوت اور شان وشوکت کا مظاہرہ بھی ہوجائے۔

وحدت نیت وعمل

حدیث میں ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیت میں اگر خلوص ہے تو عمل کو خالص عمل کے خانہ میں رکھا جائے گا، لیکن اگر نیت میں خلوص نہیں ہے تو عمل

چاہے جتنا خوبصورت اور بڑا کیوں نہ ہو وہ خالص عمل کے زمرے میں شامل نہیں ہوسکتا۔ رب کریم کے نزدیک معیار خلوص ہے عمل کی مقدار یا کیفیت نہیں ہے۔ حج کے اعمال کی ابتدا بھی ایک رنگ کا لباس پہن کر قربۃ الی اللہ کی نیت سے ہوتی ہے۔ اگر نیت نہیں ہوگی تو عمل بے کار ہوجائے گا۔ اور ہر رنگ ونسل اور ملک وقبیلے والے اور ہر مسلک ومذہب رکھنے والے کو یہی نیت کرنا ہے تاکہ تمام دنیا کے انسان وحدت کی ڈور میں بندھ جائیں۔ اور اگر اس سے پہلے ان کے دل میں کوئی اختلاف یا تفرقہ کی بات تھی، رنگ ونسل کی برتری کا خیال تھا، ملک وقوم کی پرستش کا کوئی جذبہ تھا تو اس نیت کی وحدت کے آب زلال سے وہ صاف ہوجائے اور سارے مسلمان اللہ کی رسی سے بندھ جائیں اور ان سب کی توجہ صرف ایک مرکز کی طرف ہوجائے اور وہ "انتم الاعلون ان کنتم مومنین" کا حقیقی مصداق بن کر دنیا میں سربلندی کا طمغہ اپنے نام کرلیں۔

نیت بھی ایک ہی رکھی گئی ہے اور عمل بھی ایک جیسا کرنے کو کہا گیا ہے تاکہ وحدت ویگانگت کا جذبہ دلوں میں پختہ ہوجائے اور پھر ایک بار حج کرنے کے بعد کسی کے اندر نسلی اور قومی وملکی تعصب خاص طور سے مسلمانوں کے حوالے سے باقی نہ رہ جائے۔

حج کے اعمال کے اندر وحدت کا درس اتنا واضح ہے کہ جس کو سمجھنا ہرگز مشکل نہیں۔ کسی بھی عمل میں دنیا بھر کے مسلمانوں میں کہیں بھی اختلاف نظر نہیں آتا۔ میقات سے خانہ کعبہ اور وہاں سے صفاومروہ، پھر عرفات ومشعر اور اس کے بعد منیٰ اور اس کے بعد ایک بار پھر طواف ونماز۔ جہاں بھی دیکھو سارے حاجی ایک ہی سمت میں چلتے ہوئے نظر آتے ہیں، یہ اتحاد کی ایک ایسی پریڈ ہے جسے خداوند عالم مسلمانوں سے ہر سال کرواکر انہیں یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ جس طرح تم جسمانی طور پر اور حج کے دوران عملی طور پر متحد ہو اسی طرح اگر تمہارے دل بھی متحد ہوجائیں کہ جن کو ہونا چاہیئے۔ تمہارے عقاید ونظریات میں بھی اتحاد پیدا ہوجائے کہ جسے ہونا چاہیے اور تم سب مل کر "واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولاتفرقوا" کے مصداق بن جاؤ تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی روئے زمین پر خدائی حکومت کے قیام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی اور پھر بیت المقدس کی آزادی تو کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔ دنیا کا ہر خطہ ناپاک صہیونیوں اور استعماری واستکباری طاقتوں کے وجود نحس سے پاک ہوسکتا ہے اور روئے زمین کا ہر خطہ "من دخلہ کان امنا" کا جلوہ پیش کرسکتا ہے۔ مگر آج تک ایسا ہوا نہیں۔ اس کی وجہ اگر جاننا ہے تو امام زین العابدینؑ سے ابوبصیر بن کر پوچھنا پڑے گا اور تب نظر آئے گا کہ اتنی

بڑی بھیڑ میں حاجی کتنے ہیں !!!

اتحاد طواف کی صورت میں

مناسک حج میں سے ایک اہم عمل طواف ہے۔ حجر اسود سے شروع کرکے واپس حجر اسود تک خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانے کو طواف کہا جاتا ہے۔ بلا تفریق مذہب وملت رنگ ونسل اور ملک وکشور سب کو ایک ہی دائرے میں ایک ہی جہت میں گھومنا ہے اور ہر ایک کو اپنے دل ودماغ میں صرف بیت حق ،کعبۃ اللہ کا تصور رکھنا ہے جو مرکز توحید ہے اور محور وحدت ہے۔ یہ مشق کرانے کا مقصد تندرستی بنانے کے لئے پریڈ کرانا نہیں بلکہ اس باور کو دلوں میں بٹھانا ہے کہ تم سب کا مبدا ذات احدیت ہے اور تمہارا معاد بھی وہی ہے۔ پھر تمہارے منھ الگ الگ کیوں ہیں؟ تمہارے نظریات میں، تمہاری رفتار میں اور تمہارے سیاسی ،سماجی ،اقتصادی اور اجتماعی کردار میں بعد مشرقین کیوں ہے ؟ کیا دین اسلام تمہارے لئے اتحاد کا محور نہیں بن سکتا؟ اسلام جیسا جامع ومانع اور ہمہ جہت وہمہ گیر قانون ہوتے ہوئے تمہیں حکومت چلانے کے لئے خود سے قانون بنانے کی کیا ضرورت ہے ؟ تمہاری ہر ضرورت کو ہر دور میں اور ہر خطے میں بلکہ اقطار آسمان وزمین سے باہر بھی پورا کرنے کے لئے اور تمہارے ہر سوال کا جواب دینے کے لئے جب اللہ نے ایسے اہل ذکر کا انتظام پہلے ہی کردیا تھا کہ جن کے علم کا سرچشمہ خود ذات الٰہی ہے، جو معصوم ہیں، جن سے غلطی نہیں ہوتی، جو بھول چوک کا شکار نہیں ہوتے تو پھر تمہیں غیر معصوموں کے انتخاب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کہ جن کی وجہ سے اختلاف ہوا اور تم فرقوں میں بٹ گئے اور دنیاوی سیاستمداروں نے تمہاری تقسیم سے فائدہ اٹھا کر تمہیں ایک دوسرے سے بہت دور کردیا۔

طواف کے ہر چکر میں تم یہی سوچو کہ اس گھر کا مالک قادر ہے ، عالم ہے، خالق ہے، رازق ہے، جو چاہے کرسکتا ہے، سب سے بڑا ہے، مہربان ہے، مدد مانگنے والوں کی مدد کرتا ہے۔ جو اس کی طرف چل کر جاتا ہے وہ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے، پھر پیدا کیا ہے، جان دی ہے، نعمتیں دی ہیں، اعضا وجوارح دیئے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ زندگی دی ہے تو زندگی بسر کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے تو پھر کیوں ہم اِدھر اُدھر بھٹکیں ، دوسروں سے قانون کی بھیک کیوں مانگیں؟ کیوں نہ اس کے بنائے ہوئے قانون پر عمل کریں ۔اگر ایسا کریں گے تو اتحاد ہوجائے گا۔ جب اتحاد ہوگا تو شیطانی طاقتوں کا

مقابلہ کرنے کی طاقت وہمت پیدا ہوجائے گی، جس کے نتیجے میں کسی کی دادا گیری نہیں چلے گی۔

طواف کے چکروں کے ذریعہ خداوند عالم تمہارے اندر یہ شعور پیدا کرنا چاہتا ہے کہ تمہاری حرکت ورفتار کا محور ایک ہونا چاہئے اور تمہیں اس ذات یکتا کو قدرت کا سرچشمہ ماننا چاہئے کہ جس کے قبضے میں پوری کائنات کی جان ہے۔ تم بڑی طاقتوں سے کیوں ڈرتے ہو؟ کیا خدا سے بھی بڑی کوئی طاقت ہے؟ تم ترقی حاصل کرنے کے لئے خدا کی دشمن طاقتوں کی بنائی ہوئی ڈگر پر کیوں چلتے ہو؟ جبکہ سبھی اہل شعور جانتے ہیں کہ ترقی کا راز علم ہے اور علم کا ماخذ اور سرچشمہ قرآن اور اہلبیتؑ ہیں، جن سے تمسک تمہارے لئے آسان ہے۔ اور یاد رکھو کہ اتنا بڑا علم کا سرچشمہ نہ کسی اور کے پاس تھا نہ اور نہ کبھی ہوگا۔ فأين تذهبون؟!!

صفاومروہ کے درمیان سعی اور درس اتحاد وہمدلی

اعمال حج میں سے ایک عمل صفاومروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سعی ہے۔ یہ ایک خاتون کی سعی وتلاش کی تاسی اور پیروی ہے جو اولوالعزم پیغمبر کی شریک حیات تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ بحکم خدا انہیں ان کے بچے جناب اسماعیلؑ کے ہمراہ اس وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آئے تھے۔ بچے کو پیاس لگی مگر ماں کے پاس پلانے کے لئے پانی نہ تھا۔ ماں پانی کی تلاش میں بچے کو اکیلا چھوڑ کر نکل پڑی۔ اسی تلاش میں وہ کبھی صفا کی طرف جاتی تھیں تو کبھی مروہ کی طرف، ادھر ماں کی تگ ودو جاری تھی اور دوسری طرف بچہ ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ دونوں کو آب حیات کی تلاش تھی۔ خدا کو ان کی تلاش پسند آئی، تو اس نے جہاں اسماعیل ایڑیاں رگڑ رہے تھے وہاں زم زم حیات پیدا کردیا۔ محنت رنگ لائی۔ بچے کی جان بچ گئی۔ جناب ہاجرہ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ پروردگار عالم نے ان کے اس عمل کی تاسی کو مسلمانوں کے لیے واجب کردیا کہ جب تک وہ صفاومروہ کے درمیان حضرت ہاجرہ کے انداز روش کی پیروی کرتے ہوئے سات چکر نہیں لگالیتے، ان کا حج مکمل نہیں ہوتا۔

اس عمل کی تمرین ہر حاجی کو کرنی پڑتی ہے، جس سے مسلمانوں کے اندر یہ احساس پیدا کرنا مقصود ہے کہ اگر کہیں دنیا کے کسی ایک کونے میں حتیٰ مسلمانوں کے کسی ایک بچے کی جان کو اگر خطرہ لاحق ہوتو سب پر واجب کفائی ہے کہ یکسو اور یکجہت ہوکر اس کی جان بچانے کوشش کریں۔ اور جب تک اس کی جان کو درپیش خطرہ ٹل نہ جائے اپنی کوشش جاری رکھیں۔ اور یہ کام بلا تفریق مذہب

وملت اور رنگ ونسل سبھی کو کرنا چاہیے۔

صفا ومروہ تو اس بات کی علامت ہے کہ تمہارا ہدف بھی مشترک ہے اور تمہارا دشمن بھی مشترک ہے ۔لہٰذا تمہاری حرکت اور یکجہتی میں بھی اشتراک اور وحدت ہونا چاہئے ۔تم سب مل کر اس بچے کو بچا سکتے ہو جو اسلام کی شکل میں ، دین حیات بخش کی صورت میں آئین زندگی کے روپ میں اور قانون الٰہی کے بھیس میں تمہارے سامنے ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ اور تمہارا مشترکہ دشمن اس کی جان کے درپے ہے۔ اس کی تمام تر سازشیں اسلام کو مٹانے کے لئے ہیں۔ وہ طرح طرح کے حیلوں بہانوں اور ہتھکنڈوں کے ذریعہ تمہارے درمیان تفرقہ کا بیج بو رہا ہے ۔ دہشت گردی کو مٹانے کا بہانہ بنا کر وہ بے دریغ مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے۔

اے صفا ومروہ کے درمیان اپنے بھاری بھرکم جسموں کے ساتھ چکر لگانے والو! کیا اسرائیل کے ہاتھوں ظلم کا شکار ہونے والے فلسطینیوں کے آوارہ، بے سروساماں، سسکتے بلکتے بچوں کی فریاد تمہارے دل نہیں دہلا رہی ہے؟ کیا افغانستان کے مسلمانوں کو جس بیدردی سے جدید تر مہلک اور تباہ کن ہتھیاروں کا نشانہ بنایا جارہا ہے ، ان کے گھروں کو خاک کے ڈھیروں میں تبدیل کیا جارہا ہے، ان کے اقتصادیات پر کاری ضرب لگائی جارہی ہے، ان کے قدرتی ماحول کو آلودہ کیا جا رہا ہے عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنایا جارہا ہے ،مردوں کو اسیر کرکے ''ابوغریب'' جیسے پردہشت واذیت اور وحشیت وبربریت کے اڈوں میں حیوانیت ودرندگی کا شکار بنایا جارہا ہے، دنیا میں کہیں بھی اگر اسلام کے نام پر کوئی آواز اٹھتی ہے تو اس کو بنیاد پرستی قرار دے کر سختی سے دبا دیا جاتا ہے ۔ کیا یہ تمہارے لئے درس عبرت نہیں ہے ؟ !! صفاومروہ کے درمیان تمہاری یہ سعی آخر کب حقیقت کا روپ اختیار کرے گی اور کب تم متحد ہوکر دشمنوں کو اپنی سرحدوں سے دور بھگاؤ گے اور اپنے مسائل خود حل کرنے کی فکرو کروگے؟ دشمن کیوں تمہارے داخلی واندرونی مسائل میں مداخلت کرکے تمہاری آزادی کوتم سے چھین رہا ہے؟ اس کی وجہ تمہارے اندر اسلامی جذبے کا نہ ہونا ہے۔تمہاری اسلامی غیرت مرچکی ہے، تمہارے سروں پر عیش وعشرت اور اقتدار وحشمت اور بادشاہت وحکومت کا بھوت سوار ہوچکا ہے ۔تمہارا مشترکہ دشمن تمہارے اندر افتراق ونفاق کا بیج بوکر اورتم میں سے بعض کے لئے سامان عشرت فراہم کرکے کچھ کو گلے لگا رہا ہے اور تمہارے ملکوں میں اڈے بنا کر کچھ مسلمانوں کے گلے کاٹ رہا ہے۔ یاد رکھو! آج اس کی باری ہے تو کل تمہاری باری آئے گی۔ جس طرح آج تم

افغانستان، عراق اور فلسطین کی مدد نہیں کررہے ہو، کل جب تمہارا نمبر آئے گا تو وہ بھی تمہاری مدد نہیں کریں گے۔

مسلمان مراسم حج سے سبق حاصل کریں اور اپنے داخلی مسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں خود حل کریں۔ اور اگران مسائل کے حل کو اللہ ورسولؐ اور اولی الامر کے اوپر چھوڑ دیں تو اس سے بہتر اور کوئی حل ہی نہیں ہے۔تمہاری سارے مسائل کا حل اتحاد وہمدلی میں ہے۔

تمہیں کیا ضرورت ہے امریکہ کے کٹھ پتلی ادارے، اقوام متحدہ کا دست نگر بننے کی اور اس سے اپنے مسائل کا حل کرنے کی اپیل کرنے کی؟ کیا وہ ادارے تمہارے بنیادی مذہبی شعائر یعنی قرآن وسنت کی روشنی میں مسائل کو حل کرتا ہے اگر نہیں تو پھر اس کی طرف رجوع کرنا، گناہ نہیں تو اور کیا ہے؟ تمہارا اپنا ایک بین الاقوامی ادارہ ہونا چاہئے جو قرآن وسنت کی روشنی میں مسلمانوں کے مشترکہ مفادات کو نظر میں رکھتے ہوئے ان کے مسائل کو حل کرے تمہارا اپنا ایک ''جنیوا'' ہونا چاہئے، بقول شاعر مشرق علامہ اقبال:

''تہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا''
شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

عرفات تا مشعر، فکر اتحاد کا ایک سنہری موقع

۹/ذی الحجہ روز عرفہ ہے، دنیا بھر سے آئے ہوئے حاجی چاروں طرف سے عرفات کی طرف کوچ کرتے ہیں اور میدان عرفات میں زوال سے غروب آفتاب تک قیام کرنے کے لئے جمع ہوجاتے ہیں۔ یہاں دنیا بھر کے مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے اور اس اجتماع کو عرفات میں وقوف کرنا ہوتا ہے۔ لیجئے! پروردگار عالم نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے نمائندہ جتھوں کو لاکر ایک میدان میں جمع کردیا ہے۔ اب یہاں زوال سے لے کر غروب تک کچھ نہیں کرنا ہے۔صرف یہ سوچنا ہے کہ سب یہاں کیوں جمع ہوتے ہیں، اور خداوند متعال اس اجتماع سے مسلمانوں کے اس جم غفیر سے کس مقصد کے حصول کی توقع رکھتا ہے؟ آخر اتنا بڑا اجتماع منعقد کرانے سے اس کا مقصد کیا ہے؟ کیا رب قدوس یہ چاہتا ہے کہ حاجیوں کو میدان حشر کا منظر دکھایا جائے تاکہ قیامت کے بارے میں ان کا یقین پختہ ہوجائے یا اس کے علاوہ کوئی اور مقصد بھی ہے؟ شاید وہ مسلمانوں کو متحد ہوکر سوچنے

کاموقع دے رہا ہے کہ مسلمان اپنی حالت پر غور کریں۔ تو حید پرستوں کا اتنا بڑا نمائندہ اجتماع ہے جس میں دنیا کے ہر خطے کے لوگ شریک ہیں اور اپنے اپنے خطوں میں ان کے پاس اقتدار بھی ہے، ثروت بھی ہے، جاہ وحشم بھی ہے اور قوت فکر وتعلق بھی ہے ناخن تدبیر بھی ہے اور تقدیر کی ہمراہی بھی ہے، وہ علم وہنر کی دولت سے مالا مال بھی ہیں۔ مادی ذخائر کی ان کے پاس کوئی کمی نہیں ہے، ثروت ودولت کے حیات خیز منابع ان کے پاس موجود ہیں، جن کا دنیا کے چرخ اقتصادیات کو گھمانے میں کلیدی کردار ہے۔ آفاق وانفس ان کے زیر نگیں ہیں۔ اور پھر ان سارے مادّی واقتصادی ذخائر ومنابع کے ساتھ اگر یہ چاہیں اور سب مل کر خود کو" ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم ویثبت اقدامکم" کے الٰہی سانچے میں ڈھال لیں تو تائید غیبی بھی ان کے شامل حال ہوسکتی ہے۔ جی ہاں! تائید الٰہی اس عظیم چیز کا نام ہے کہ جو چاند کے ٹکڑے کرسکتی ہے ڈوبے ہوئے سورج کو پھر سے افق مغرب سے طلوع ہونے پر مجبور کرسکتی ہے۔ سنگریزوں سے کلمہ پڑھواسکتی ہے اور ہاتھوں سے ٹپکنے والے پانی کے قطروں کو لعل وجواہر میں تبدیل کرسکتی ہے۔ دوانگلیوں پر باب خیبر کو اٹھاسکتی ہے اور احد میں ہاری ہوئی جنگ کو جیت میں بدل سکتی ہے، ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کا تختہ پلٹ سکتی ہے اور فرعون ونمرود عصر، صدام جیسوں کے غرور کو خاک میں ملاسکتی ہے۔ جس کے اشارے سے وہائٹ ہاؤس میں زلزلہ آسکتا ہے اور جس کی جنبش لب سے اور جنبش قلم سے روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتے ہیں، تائید غیبی کے اسلامی پرچم کی بلندی سے بڑی بڑی طاقتیں لرزہ براندام ہوکر بوکھلاہٹ کا شکار ہوسکتی ہیں۔ عرفات قیامت کا منظر بھی پیش کرتا ہے مگر اس کا مقصد مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا ہے تاکہ وہ اپنے مشترکہ دشمن کو پہچانیں اور اسلام کو، دین الٰہی کو، آئین حیات بخش کو اس بڑے شیطان کی سازشوں، چالبازیوں، ریشہ دوانیوں اور مکروہ چالوں سے بچانے کے لئے، اور اسلام اور آئین خداوندی کی حقانیت، صداقت، پختگی، پاکی، اور ہمہ گیریت اور دوام کا لوہا منوانے کے لئے اس دشمن پر کاری ضرب لگائیں۔

حج کے اعمال میں وقوف عرفات مسلمانوں کو فکر کا موقع فراہم کرتا ہے تاکہ وہ باہمی یکجہتی اور اتحاد کے محور ومرکز کو تلاش کریں اور جب ان کو مرکز کا پتہ چل جائے تو اس مرکز کے پرچم کے نیچے جمع ہوکر دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے جس طاقت کی ضرورت ہے وہ طاقت فراہم کریں اور سب یکجا ہوکر دشمن پر یلغار کریں اور اپنے کھوئے ہوئے وقار کو پھر سے حاصل کرلیں۔

اسی مقصد کے حصول کے لئے مسلمانوں کو جو حج کرنے کے لئے گئے ہیں یادرکھنا چاہئے کہ اگر عرفات میں تمہارے اندر ہمدلی پیدا ہوگئی ہے اور تم نے اتحاد قائم کرنے کا عزم بالجزم کرلیا ہے اور اب تم نے اپنے مشترکہ دشمن کو شکست دینے کی ٹھان لی ہے، تو اب تمہیں ہتھیاروں کی ضرورت ہے، اب تمہیں ''واعدولهم مااستطعتم من قوه ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله وعدوكم "کا مصداق بنا ہے اوراس الٰہی فرمان کو عملی جامہ پہنانا ہے۔ لہٰذا دن کے اجالے کا انتظار نہ کرو، بلکہ رات کی تاریکی میں خود کو مشعر پہونچاؤ، وہاں سے کنکریاں جمع کرو اور صبح ہوتے ہی اپنے آپ کو اس مقام پر پہونچاؤ جو تمہیں ایک عظیم قربانی کی یاد دلائے گی جو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کو بظاہر ذبح کرکے خدا کی راہ میں پیش کی تھی۔ وہاں تمہارا سامنا اس مردحق کو پریشان کرنے والے تین شیطانوں کے مجسموں سے ہوگا، تم صدق دل سے اگر ان پتھر کے بنے ہوئے شیطانوں کو مارنے میں کامیاب ہوگئے تو ہوسکتا ہے کہ خدا تمہیں توفیق دے اور تم خدا اور اسلام کے دشمن اور خود اپنے دشمن اصلی انسانی روپ میں پائے جانے والے شیطانوں کو بھی مارنے میں کامیاب ہوجاؤ۔ مگر شرط یہ ہے کہ جس طرح پتھر کے شیطانوں کو سب متحد ہوکر مارتے ہیں اور رنگ ونسل کی اونچ نیچ یا مذہب ومسلک کی کوئی دیوار ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی ،اسی طرح دور حاضر کے اسلام دشمن شیطانوں کو اگر سبھی مل کر مارنا چاہیں تو سنگریزوں کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی مسلمانوں کے باہمی اتحاد وہمدلی سے ہی دشمن اپنی موت آپ مرجائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ سب مل کر ماریں اگر کچھ ماریں اور کچھ نہ ماریں تو جو نہیں ماریں گے ان کے اندر شیطان زندہ رہے گا اور نفاق کا بیج بوکر مسلمانوں کو اندر سے کمزور کرتا رہے گا۔ یہ ہے وہ درس اتحاد جو ہمیں اعمال ومناسک حج سے ملتا ہے ۔ خداوند عالم سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو متحد ہوکر اسلام کا دفاع کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ وماعلينا الاّالبلاغ المبين۔

☙♦❧